محمد حمزہ فاروقی

علم الاقتصاد

''علم الاقتصاد'' اقبال کی وہ پہلی باضابطہ تصنیف ہے جسے بجا طور پر اردو زبان میں معاشیات کے موضوع پر پہلی معیاری اور جامع تصنیف کا درجہ حاصل ہے ۔ اس کی زیادہ شہرت نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اقبال نے اسے دوبارہ شائع نہ کرایا ۔ اُردو داں طبقے میں اس موضوع کا زیادہ چرچا نہ تھا ۔ تیسرے ، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اقبال کے نظریات بھی تبدیل ہو گئے اور اس موضوع میں بے پناہ وسعت پیدا ہوتی گئی ۔ یہ طے ہے کہ اقتصادی مسائل سے ان کی دلچسپی آخر دم تک رہی ۔ چنانچہ آپ نے زندگی کے آخری دور میں جو خطوط قائدِ اعظم محمد علی جناح کے نام لکھے تھے ان میں اقبال نے بار بار اسلامی مملکت کے قیام کے نصب العین کے علاوہ اقتصادی بہتری کی طرف بھی توجہ دلائی تھی ۔[1] اس کے علاوہ آپ کے کلام میں بھی معاشی نظام کے بارے میں اشارے ملتے ہیں ۔ ان واضح تصوّرات اور اس تصنیف کی موجودگی میں یہ کہنا زیادتی ہے کہ اقبال نے معاشی اصولوں کو نظرانداز کیا تھا یا کہ آپ جدید دور کے معاشی اور عمرانی تقاضوں سے نابلد تھے ۔

یہ تصنیف عرصے سے نایاب تھی ۔ ۱۹۷۱ میں اقبال اکادمی کراچی نے اسے دوبارہ شائع کیا ۔[2] اس تصنیف کی جانب اقبال کے بیشتر ناقدین نے توجہ نہیں کی تھی ۔ اقبال کے بعض سیرت نگاروں نے بھی اس کا تذکرہ سرسری انداز

۱۔ حوالہ کے لیے دیکھیے شیخ عطاء اللہ ، مرتّبہ ''اقبال نامہ'' ، ج ۲ ، ص ۳۳-۳ ۔

۲۔ جدید ایڈیشن میں ممتاز حسن اور ڈاکٹر انور اقبال قریشی نے اپنے مقدموں میں اسے علمِ معاشیات پر اُردو میں پہلی کتاب قرار دیا ہے اور اس کا سنِ اشاعت ۱۹۰۳ متعین کیا ہے ۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں ۔ سنِ اشاعت کے بارے میں غلط فہمی کی وجہ یہ تھی کہ کتاب کے اوّلین ایڈیشن پر سنِ تصنیف نہیں لکھا تھا ۔ بقیہ تفصیلات آئندہ صفحات پر دیکھیے ۔

میں کیا تھا ، مثلاً ''اقبالِ کامل'' (از عبد السلام ندوی) ، ''ذکرِ اقبال'' (عبدالمجید سالک) اور ''روزگارِ فقیر'' (از فقیر سید وحید الدین) ۔

مولانا عبدالمجید سالک لکھتے ہیں : ''جب علامہ لاہور میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد پروفیسر مقرر ہوئے ، ان دنوں انہوں نے اکنامکس پر اُردو میں ایک کتاب لکھی جو 'علم الاقتصاد' کے نام سے شائع ہوئی لیکن چونکہ وہ ان کی ابتدائی کوشش تھی اور اس کے بعد اقتصادیات کے نظریات و اصطلاحات وغیرہ میں خاصے تغیّرات ہو چکے ہیں ، اس لیے وہ اس کے دوبارہ چھاپنے کے روادار نہ تھے ۔''[۳]

فقیر سید وحید الدین رقم طراز ہیں : ''اُردو زبان میں جدید معاشیات پر یہ پہلی کتاب علامہ اقبال کی سب سے پہلی تصنیف ہے ۔ ۱۹۰۳ میں لاہور سے شائع ہوئی تھی ۔ علامہ اقبال اس وقت گورنمنٹ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر تھے ۔ کتاب میں قومی معیشت ، زمین ، محنت ، سرمایہ ، مسئلہ قدر ، منافع ، اجرت ، مال گزاری ، لگان ، سود ، آبادی اور تجارت بین الاقوام کے موضوعات پر نہایت مفید بحث کی گئی ہے ۔''[۴]

یہاں فقیر صاحب سے لغزش ہوئی ہے ۔ یہ کتاب دسمبر ۱۹۰۴ میں شائع ہوئی تھی ، نہ کہ ۱۹۰۳ میں ۔ جب یہ کتاب زیر طبع تھی تو اس کا ایک باب ماہنامہ ''مخزن'' میں ''آبادی'' کے عنوان سے اپریل ۱۹۰۴ میں شائع ہوا تھا ۔[۵]

مضمون سے قبل مدیر ''مخزن'' شیخ سر عبدالقادر نے درج ذیل نوٹ لکھا تھا : ''شیخ محمد اقبال صاحب ایم ۔ اے ۔ نے حال میں ایک کتاب پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کے ایما سے علم الاقتصاد کے موضوع پر لکھی ہے جس کا انگریزی نام ''پولٹیکل اکانومی'' ہے اور جسے عموماً ''علمِ سیاستِ مدن'' کہتے ہیں ۔ بلا مبالغہ اس فن میں ایسی جامع اور عام فہم کتاب اُردو زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی ۔ ہندوستان میں اس علم کا ابھی بہت کم چرچا ہے ۔ حالانکہ اسے بغور پڑھنے کی ہندوستان کو نہایت ہی ضرورت ہے ۔ جب یہ کتاب شائع ہوگی تو ہمیں کامل امید ہے کہ شیخ صاحب کی شہرت اور اس کی ذاتی مقبولیت کو اڑا کر لائے گی ۔ اور علاوہ عام قدردانی کے خاص جماعتیں اسے خریدیں گی ۔ ٹیکسٹ بک کمیٹی نے اسے پسند کیا ہے اور ایک سو جلدیں خریدنا منظور

۳۔ ''ذکر اقبال'' (بزمِ اقبال ، لاہور) ، ص ۲۹۱ ۔
۴۔ ''روزگارِ فقیر'' ، ج ۲ ، ص ۶۴ ۔
۵۔ ''مخزن'' ، ج ۱ ، نمبر ۱ (اپریل ۱۹۰۴) ، ص ۱-۸ ۔

فرمایا ہے ۔ ہم قابل مصنف کی اجازت سے اس کا ایک دلچسپ حصہ نقل کرتے ہیں ۔ کتاب زیر طبع ہے ۔"

یہ کتاب ''خادم التعلیم اسٹیم پریس لاہور'' سے شائع ہوئی تھی ۔ سن اشاعت کے بارے میں مختلف مصنفوں نے لغزشیں کی ہیں ، مثلاً قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی لکھتے ہیں ۶: ''اُردو میں پولیٹیکل اکانومی پر اقبال کی سب سے پہلی تصنیف ہے جو ۱۹۰۱ میں شائع ہوئی تھی اور آج کل نایاب ہے ۔ اس کا اصل مسودہ اقبال نے عطیہ بیگم کو دیا تھا ۔ اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ مولانا شبلی نے اس کی زبان درست کی تھی جیسا کہ خود اقبال نے دیباچے میں ذکر کیا ہے ۔''۷

یہ کتاب اس موضوع پر پہلی تصنیف نہیں تھی ۔ جیسا کہ مشفق خواجہ صاحب نے اپنے قابلِ قدر مقالے ''اقبال کا پہلا علمی کارنامہ—علم الاقتصاد''۸ میں یہ ثابت کیا ہے ، اس کتاب کی اشاعت سے قبل اُردو میں کئی کتابیں اس موضوع پر شائع ہو چکی تھیں جن میں اوّلیت کا شرف Wayland کی کتاب *Elements of Political Economy* کے ترجمے کو حاصل ہے جس کا سن اشاعت ۱۸۳۵ ہے ۔

اقبال نے علم الاقتصاد کے بارے میں ۲۴ اپریل ۱۹۰۷ کو بیگم عطیہ فیضی کے نام ایک خط میں لکھا تھا : ''میں آپ کو اپنی پولیٹیکل اکانومی (اُردو ایڈیشن) بھیجنے کا خیال کر رہا تھا لیکن مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس یہاں اس کا ایک بھی نسخہ موجود نہیں ہے ۔ اگرچہ ہندوستان سے اسے منگانے میں کوئی دشواری نہ ہوگی ۔ میں اس میل (ڈاک) سے اس کے لیے خط لکھ دوں گا ۔''۹

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اقبال نے مطبوعہ نسخہ بیگم عطیہ فیضی کی خدمت میں پیش کیا تھا یا نہیں ، لیکن آپ نے اس کا اصل مسودہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۷ کو

۶۔ ''اقبالیات کا تنقیدی جائزہ'' (اقبال اکادمی ، کراچی ، ۱۹۵۵) ، ص ۲۱ ۔

۷۔ ''علم الاقتصاد'' کے دیباچے میں ہے : ''مخدوم و مکرم جناب قبلہ مولانا شبلی نعمانی مدظلہ' بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کے بعض حصوں میں زبان کے متعلق قابلِ قدر اصلاح دی ۔''

۸۔ سہ ماہی ''اردو'' ، جولائی ۱۹۶۰ ، ص ۱۶۱-۱۷۸ ۔

۹۔ ''اقبال از عطیہ بیگم'' مترجم ضیاء الدین برنی (اقبال اکادمی ، کراچی ، ۱۹۶۹) ، ص ۲۰ ۔

عطیہ فیضی کو تحفۃً پیش کیا تھا ۔ ''دوسرے دن اقبال نے مجھے اپنی پولیٹیکل اکانومی کا اصل مسودہ تحفہ کے طور پر دیا اور ساتھ ہی وہ مقالہ بھی جس پر انہیں ڈگری ملی تھی ۔ بعد کو وہ جرمن زبان میں ترجمہ ہو کر شائع ہوا ۔ اس فاضلانہ مقالے کی بدولت ان کی ناموری ، شہرت اور وقار میں بے حد اضافہ ہو گیا ۔''۱۰ یہ دونوں مسودے ۲۳ جولائی ۱۹۰۷ کو پروفیسر آرنلڈ نے لے کر محفوظ کر لیے تھے ۔ اقبال کی عطیہ فیضی اور پروفیسر آرنلڈ سے لندن میں ملاقات ہوئی تھی ۔۱۱

''علم الاقتصاد'' دسمبر ۱۹۰۴ میں چھپ کر تیار ہو چکی تھی ۔ اس کا اشتہار دسمبر ۱۹۰۴ کے ''مخزن'' میں مدیر ''مخزن'' شیخ عبدالقادر نے شائع کیا تھا : ''ہم ناظرین کو بڑی خوشی سے اطلاع دیتے ہیں کہ یہ قابل قدر کتاب جس کا ایک باب مخزن میں شائع ہو چکا ہے چھپ کر تیار ہو گئی ہے ۔ جس عرق ریزی سے شیخ صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے اور جس خوبی سے انہوں نے علم الاقتصاد کے دقیق اصول کو واضح کیا ہے ، اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنھیں اس قسم کی کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے ۔ توضیح اصول کے ساتھ ساتھ مصنف نے ہندوستان کی موجودہ تمدنی ، اخلاق اور اقتصادی حالات کی طرف لطیف اشارے کیے ہیں ، جن سے پڑھنے والے کی نظر وسیع ہوتی ہے اور اس کو مسائل اقتصاد پر آزادانہ غور و فکر کرنے کی تحریک ہوتی ہے ۔ زر نقد کی ماہیت پر جو کچھ لکھا ہے کہ ایک خاص منطقیانہ ربط رکھتا ہے جس سے عقلی مسرت ہونے کے علاوہ بعض اہم مسائل پر عجیب قسم کی روشنی پڑتی ہے ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اُردو لٹریچر کے ذخیرے میں یہ قابل قدر اضافہ وقعت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا ، اور اس کے مسائل پر کماحقہٗ غور کیا جائے گا ، کیونکہ ہندوستان کی آئندہ قسمت کا دار و مدار زیادہ تر اس ملک کے موجودہ اقتصادی حالات پر منحصر ہے ۔ اب وقت اس بات کا مقتضی ہے کہ پبلک کم وزنی لٹریچر سے دستبردار ہو کر ان کتابوں کی طرف متوجہ ہو جن کا موضوع انسان کی عملی زندگی اور اس کے تمدنی حالات پر غور کرنا ہے ۔ اس کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) ہے اور مصنف سے مل سکتی ہے ۔''۱۲

جولائی ۱۹۰۵ کے ''مخزن'' میں دوبارہ اس کتاب کا اشتہار چھپا تھا : ''علم الاقتصاد یا سیاست مدن ۔ مصنف شیخ محمد اقبال ، ایم ۔ اے ۔ اسسٹنٹ پروفیسر

۱۰۔ ایضاً ، ص ۳۱ ۔ ۱۱۔ ایضاً ، ص ۳۳ ۔
۱۲۔ ''مخزن'' ، جلد ۸ ، نمبر ۳ (دسمبر ۱۹۰۴) ۔

گورنمنٹ کالج لاہور۔ جس میں علم الاقتصاد کے دقیق اصول کی توضیح کے ساتھ ساتھ مصنف نے ہندوستان کی موجودہ تمدنی، اخلاقی اور اقتصادی حالات کی طرف لطیف اشارے کیے ہیں، جن سے پڑھنے والے کی نظر وسیع ہوتی ہے اور اس کو مسائل اقتصاد پر آزادانہ غور و فکر کرنے کی تحریک ہوتی ہے۔ منگا کر دیکھیے (عہ کو مخزن ایجنسی لاہور سے ملتی ہے) محصول ڈاک علاوہ۔''[۱۳]

اس اشتہار کے بعد شیخ عبدالقادر کا پیش کردہ اشتہار نما ریویو دوبارہ ''مخزن'' میں شائع ہوا۔[۱۴] اگلے شمارے میں دوبارہ جولائی ۱۹۰۵ کا اشتہار شائع ہوا۔[۱۵] اس اشتہار کا آخری مرتبہ اعادہ مئی ۱۹۰۸ کو ہوا تھا۔[۱۶] اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ تصنیف دسمبر ۱۹۰۳ سے ۱۹۰۸ کے اواخر تک بازار میں موجود رہی۔ اقبال ۲ ستمبر ۱۹۰۵ کو بمبئی سے انگلستان کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔[۱۷] جانے سے قبل آپ نے اس کے حقوق مخزن ایجنسی کے سپرد کر دیے تھے۔ آپ کی واپسی ستمبر ۱۹۰۸ کو ہوئی تھی اور اس عرصے میں یہ کتاب مخزن ایجنسی کی وساطت سے فروخت ہوتی رہی۔

اب آخری مسئلہ یہ رہ جاتا ہے کہ یہ کتاب کس دور میں مرتب ہوئی تھی۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کے مقالے ''اقبال اورینٹل کالج میں'' سے یہ اُلجھن دور ہو جاتی ہے۔ اورینٹل کالج کی سالانہ رپورٹ (بابت ۱۹۰۱ - ۱۹۰۲) میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ رپورٹ ۸ جون ۱۹۰۲ کو مرتب ہوئی تھی۔ اقبال اس زمانے میں اورینٹل کالج میں میکلوڈ عربک اسکالر تھے اور آپ نے اس سال مندرجہ ذیل تراجم و تالیفات مرتب کیے تھے:

(۱) تاریخ کے موضوع پر Stubbs کی تصنیف *Early Planteguents* کی تلخیص اور اُردو ترجمہ۔

(۲) علم الاقتصاد کے موضوع پر واکر (Walker) کی تصنیف *Political Economy* کی اُردو میں تلخیص اور ترجمہ۔

۱۳۔ ایضاً، جلد ۹، نمبر ۴ (جولائی ۱۹۰۵)، ص ۱۰۔
۱۴۔ ایضاً، جلد ۱۲، نمبر ۳ (دسمبر ۱۹۰۶)۔
۱۵۔ ایضاً، جلد ۱۲، نمبر ۴ (جنوری ۱۹۰۷)۔
۱۶۔ ایضاً، جلد ۱۵، نمبر ۲ (مئی ۱۹۰۸)۔
۱۷۔ اس کی تفصیل اقبال نے اپنے ایک خط بنام مولوی انشاء اللہ خاں، مدیر ''وطن'' مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ میں دی تھی۔

(۳) علم الاقتصاد پر ایک نئی تصنیف (زیر ترتیب) ۔[18]

یہ آخری تصنیف ''علم الاقتصاد ، سیاست مدن'' تھی ۔ جس زمانے میں اقبال نے یہ کام شروع کیا تھا آپ میکلوڈ عربک ریڈر تھے ۔ ۱۹۰۲ کے بعد آپ کی خدمات گورنمنٹ کالج کو بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر منتقل ہو گئیں ۔ یہ کتاب آپ نے سر آرنلڈ کے اصرار پر درسی ضرورتوں کے تحت مرتب کی تھی ۔ دورانِ تعلیم معاشیات اقبال کا خاص موضوع نہیں تھا لیکن آپ نے اس میں اس قدر استعداد بہم پہنچائی تھی کہ گورنمنٹ کالج کی اعلیٰ جماعتوں کو اس کی تعلیم دی تھی ۔ آپ نے اپنے مکتوب بنام کشن پرشاد مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۱۷ء میں لکھا تھا : ''۔ ۔ ۔ میں نے پنجاب گورنمنٹ کالج میں علم الاقتصاد ، تاریخ اور انگریزی بی ۔ اے ۔ اور ایم ۔ اے ۔ کی جماعتوں کو پڑھائی ہے اور حکام بالا دست سے تحسین حاصل کی ہے ۔''[19]

اس کتاب کا ابتدائی خاکہ تو ۱۹۰۲ میں مرتب ہو چکا تھا لیکن اس کی تکمیل ۱۹۰۳ یا ۱۹۰۴ کے ابتدا میں ہوئی ۔ ''مخزن'' میں شائع شدہ مضمون ''آبادی'' سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ''علم الاقتصاد'' اپریل ۱۹۰۴ سے قبل پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کے ایما سے مرتب کی جا چکی تھی اور اس وقت طباعت کے مراحل سے گزر رہی تھی ۔ دسمبر ۱۹۰۴ میں ''علم الاقتصاد'' زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی تھی ۔ اس طرح اقبال نے اس تصنیف کی تیاری میں ۱۹۰۲ سے ۱۹۰۴ تک دو سال صرف کیے تھے ۔ اس عرصے میں آپ نے اس کی زبان و بیان کی نوک پلک سنوارنے کے لیے مولانا شبلی نعمانی کو بھی مسودہ بھیجا تھا ۔ معاشیات کی انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ اس دور میں بے حد دشوار تھا اور یہ مرحلہ آپ نے مولانا شبلی کی مدد سے طے کیا تھا ۔ اس ضمن میں اقبال کے تحریر کردہ دیباچے کا حوالہ نامناسب نہ ہوگا ۔ آپ نے لکھا تھا :

''اس دیباچے میں یہ واضح کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کسی خاص انگریزی کتاب کا ترجمہ نہیں ہے ۔ بلکہ اس کے مضامین مختلف مشہور اور مستند کتب سے اخذ کیے گئے ہیں اور بعض جگہ میں نے اپنی ذاتی رائے کا اظہار بھی کیا ہے ، مگر صرف اسی صورت میں جہاں مجھے اپنی رائے کی صحت پر پورا اعتماد تھا ۔ زبان اور طرزِ عبارت کے متعلق صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہوگا کہ میں اہل زبان نہیں ہوں ۔ جہاں تک مجھ سے

۱۸۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ، ''اقبال اورینٹل کالج میں''۔ از ''مطالعہ اقبال'' مرتبہ گوہر نوشاہی ، ص ۵۵ ۔

۱۹۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور ، ''شاد اقبال'' ، ص ۴۵ ۔

ممکن ہوا ہے میں نے اقتصادی اصولوں کے حقیقی مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے جو انگریزی علمی کتابوں میں عام ہے۔ نئی علمی اصطلاحات کے وضع کرنے کی دقت کو ہر با مذاق آدمی جانتا ہے۔ میں نے بعض اصطلاحات خود وضع کی ہیں اور بعض مصر کے عربی اخباروں سے لی ہیں جو زمانۂ حال کی عربی زبان میں آج کل متداول ہیں۔ جہاں جہاں کسی اُردو لفظ کو اپنی طرف سے کوئی نیا مفہوم دیا ہے، ساتھ ہی اس کی تصریح بھی کر دی ہے۔''۲۰

آخر میں اقبال نے اپنے بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کیا ہے اور اس کی تصریح کی ہے کہ انہوں نے کن کتب خانوں سے استفادہ کیا تھا:

''اس دیباچے کو ختم کرنے سے پیشتر میں استاذی المعظم حضرت قبلہ آرنلڈ صاحب، پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور، کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے مجھے اس کتاب کے لکھنے کی تحریک کی اور جن کے فیضان صحبت کا نتیجہ یہ اوراق ہیں۔ میں استاذی جناب قبلہ لالہ جیا رام صاحب، ایم۔ اے۔ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور، اور اپنے عزیز دوست اور ہم جماعت مسٹر فضل حسین بی۔ اے۔ کینٹب بیرسٹر ایٹ لا کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے مجھے نہ صرف اپنے بیش قیمت کتب خانوں کی کتابیں ہی عنایت فرمائیں بلکہ بعض مسائل کے متعلق نہایت قابل قدر مشورات بھی دیے۔ اس کے علاوہ مخدوم و مکرم جناب قبلہ مولانا شبلی نعمانی مدظلہ' بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں کہ اُنھوں نے اس کتاب کے بعض حصوں میں زبان کے متعلق قابل قدر اصلاح دی۔''۲۱

جہاں تک مواد کا تعلق ہے یہ کسی ایک کتاب کا ترجمہ نہیں بلکہ اس میں اس دور کے مقبول و متداول نظریات آ گئے تھے۔ آپ نے الفریڈ مارشل (Alfred Marshal)، واکر (Walker)، ایڈم اسمتھ (Adam Smith) اور جے۔ ایس۔ مل (J. S. Mill) کی تصانیف سے استفادہ کیا تھا۔ مالتھس (Malthus) اور پروفیسر ٹاوسگ (Taussig) کے نظریات سے بھی آپ متاثر نظر آتے ہیں۔ یہ امر حیرت ناک ہے کہ آپ نے حوالوں کی طرف توجہ نہیں کی تھی۔ اس کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ ایک، درسی کتاب میں بھاری بھر کم ناموں کے حوالے دینا ضروری نہیں تھا۔ اقبال اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں کہ اُنھوں نے حد درجہ سلیس اور معیاری زبان میں نفس مضمون پیش کیا تھا اور جابجا آپ نے ملک کی عام اقتصادی حالت سدھارنے اور غربت دور کرنے پر زور دیا

۲۰۔ شیخ محمد اقبال، ''علم الاقتصاد'' (اقبال اکادمی، کراچی ۱۹۶۱)، ص ۲۵۔

۲۱۔ ایضاً، ص ۲۶۔

تھا ۔ بیسویں صدی کی ابتدا سے ہندوستان میں بڑھتی ہوئی آبادی بے شمار مسائل پیدا کر رہی تھی ۔ اس دور میں تحدید نسل کا نظریہ نہ صرف درست بلکہ انقلابی معلوم ہوتا تھا ۔

اسراف بیجا بھی ہندوستان کی غربت کا بڑا سبب ہے جس کی بنا پر ہندوستان کے غریب عوام مہاجنوں اور محدود مراعت یافتہ طبقے کے ظلم و ستم میں جکڑے ہوئے تھے ۔ ان حالات میں سادگی اور کفایت شعاری پر زور وقت کی اہم ضرورت تھا ۔

انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ بھی ایک مشکل مرحلہ تھا ، لیکن اقبال نے اس مسئلے کو بھی بخیر و خوبی حل کیا ۔ بعض اصطلاحات تو اب بھی جوں کی توں استعمال کی جا سکتی ہیں ۔ اصطلاح سازی میں آپ نے اپنے پیشروؤں سے استفادہ کیا تھا ۔ بالخصوص مولوی ذکاء اللہ کی وضع کردہ اصطلاحیں آپ نے جابجا استعمال کی تھیں ۔

آپ نے ہندوستان کی غربت دور کرنے کے لیے زور دیا تھا کہ یہاں بھی مشینیں لگائی جائیں اور جدید ترقیات سے فائدہ اٹھایا جائے تاکہ ہندوستان محض خام مال کی منڈی نہ بنا رہے ، بلکہ اعلیٰ درجے کی معیاری اشیا خود پیدا کرے ۔ اس طرح ہندوستان زرعی دور سے نکل کر مشینی دور میں داخل ہو جاتا ۔

ہماری مطبوعات

۱۔ اقبالیات کا تنقیدی جائزہ از قاضی اختر جونا گڑھی	۵٫۵۰ روپے
۲۔ اقبال اور عطیہ بیگم ، از ضیاءالدین برنی	۴٫۵۰ ،،
۳۔ مکتوبات اقبال از سید نذیر نیازی	۵٫۵۰ ،،
۴۔ اقبال اور جمالیات از نصیر احمد ناصر	۱۲٫۰۰ ،،
۵۔ صحیح فلسفۂ تاریخ کیا ہے ؟ از محمد رفیع الدین	۲٫۵۰ ،،
۶۔ اسلام اور سائنس از محمد رفیع الدین	۰٫۵۰ ،،
۷۔ اتقان العرفان فی ماہیۃ الزمان از محمود احمد برکاتی	۳٫۰۰ ،،
۸۔ مکاتیب اقبال بنام گرامی از عبداللہ قریشی	۱۲٫۰۰ ،،
۹۔ فصل المقال ، ترجمہ از عبیداللہ قدسی	۵٫۰۰ ،،
۱۰۔ سلسلۂ درسیات اقبال — پہلی کتاب از عبدالرشید فاضل	۳٫۵۰ ،،
۱۱۔ ایضاً — دوسری کتاب ایضاً	۴٫۵۰ ،،
۱۲۔ ایضاً — تیسری کتاب ایضاً	۵٫۰۰ ،،
۱۳۔ اقبال کے حضور از سید نذیر نیازی	۲۵٫۰۰ ،،

زیر طبع

۱۔ اقبال ، شخصیت اور شاعری از رشید احمد صدیقی

۲۔ جاوید نامہ ، اُردو ترجمہ از رفیق خاور

۳۔ اسرار خودی ، اُردو ترجمہ از عبدالرشید فاضل

۴۔ رموز بے خودی ، اُردو ترجمہ از کوکب شادانی

اقبال اکادمی پاکستان

۹۰/بی - ۲ ، گلبرگ ۳ ، لاہور

IQBAL REVIEW

Journal of the Iqbal Academy Pakistan

This Journal is devoted to research studies on the life, poetry and thought of Iqbal and on those branches of learning in which he was interested : Islamic Studies, Philosophy, History, Sociology, Comparative Religion, Literature, Art, and Archaeology.

Published alternately

in

English and Urdu

Subscription

(*for four issues*)

Pakistan	Foreign countries
Rs. 15.00	US $ 5.00 or £ Stg. 1.75

Price per copy

Rs. 4.00	US $ 1.50 or £ Stg. 0.50

All contributions should be addressed to the Secretary, *Iqbal Review*, 43-6/D, Block No. 6, P.E.C.H. Society, Karachi—29. Each article must have its duplicate copy. The Academy is not responsible for the loss of any article.

Published by

Dr. M. Moizuddin, Secretary of the Editorial Board of the *Iqbal Review* and Director, Iqbal Academy Pakistan, Karachi.

Printed at

TECHNICAL PRINTERS
Koocha Haji Usmani, Off. I.I. Chundrigar Road, Karachi

IQBAL REVIEW

Journal of the Iqbal Academy Pakistan

January 1976

IN THIS ISSUE

★ *Iqbal* and the Dawn of Day — *Maulana Muhammad Hussain Arshi*

★ Chaudhry Muhammad Hussain, a Friend and Admirer of Iqbal — *Dr Muhammad Riaz*

★ Iqbal's Journey to Afghanistan — *Akhtar Rahi*

★ Turkish Translations of Iqbal's Works — *Sarwat Saulat*

★ *Ilmul Iqtisad* : *Review* — *Muhammad Hamza Farooqi*

IQBAL ACADEMY PAKISTAN
KARACHI